ڈاکٹر محمد ریاض

میر سیّد علی ہمدانیؒ

(مزید توضیحات)

حضرت میر سید علی ہمدانی (شاہ ہمدان) کے بارے میں ایران کے مشہور دانش ور پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب کی ایک تقریر کے اردو ترجمے پر جناب سید عبد الحلیم اثر افغانی الحسینی نے فاضلانہ اضافے اور تبصرے فرمائے ہیں (المعارف مارچ ۱۹۷۰ء)۔ راقم الحروف کو فاضل موصوف کی مزید معلومات سے براہ راست استفادہ کرنے اور اپنی تحقیقات کو بہتر بنانے کا اشتیاق ہے مگر قارئین "المعارف" کی خاطر یہ چند سطور رقم بند کرنا مناسب نظر آرہا ہے، خصوصاً اس لیے بھی کہ شاہ ہمدان کے مشائخ کے ذکر میں مقالہ نگار جناب سید عبد الحلیم اثر نے فرمایا ہے:

"یہ ایک الجھن ہے، جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔"

ایرانی مورخین اور جغرافیہ نویس اپنے تلفظ کے مطابق "پاخلی" اور "کونار" لکھتے اور بولتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ میں ان الفاظ کو جوں کا توں رہنے دیا تھا۔ ان دو مقامات کے بارے میں حکمت صاحب سے تسامح ہوگیا۔ اور اس کی وجہ وہ یہ بتاتے تھے کہ ایک "پاکستانی فاضل" نے "تواریخ ہزارہ" مؤلفہ محمد اعظم مطبوعہ لاہور، ۱۸۷۴ء) کے حوالے سے "مجھے یہی اطلاعات بہم پہنچائی تھیں"۔ ایرانی "پنجاب" کو ایک وسیع تر معنی میں بولتے ہیں (یعنی پانچ دریاؤں کی پوری گزرگاہ اور ان کے نواحی علاقے)، اور چونکہ آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) میں پنجاب، کشمیر اور نواحی علاقوں کی وہ تعدیل و تحدید نہیں تھی جو آج کل ہے، اس لیے جب انھوں نے تحصیل مانسہرہ والے پاخلی یا پکھلی کو پنجاب کا سرحدی شہر لکھ دیا، تو ہم نے دانستہ اس پر حاشیہ آرائی نہیں کی تھی۔ بہرحال ان دو مقامات پر مقالہ نگار نے قابل قدر روشنی ڈالی ہے۔

شاہ ہمدان کا شجرۂ نسب اور ان کے آبا و اجداد کا مولد

نورالدین جعفر بدخشی (متوفی ۷۹۷ھ) میر سید علی ہمدانی کے عزیز ترین شاگرد تھے اور شاہ ہمدان موصوف پر پہلی کتاب انھوں نے ہی لکھی ہے (خلاصۃ المناقب مؤلفہ ۷۸۷ھ)۔ بعد کے مؤلف بشمول قاضی نوراللہ شوستری (م ۱۰۱۹ھ) صاحب "مجالس المومنین" اسی کتاب سے استناد اور استشہاد کرتے رہے۔ شاہ ہمدان کا شجرۂ نسب جس طرح "خلاصۃ المناقب" میں مندرج ہے، دوسرے بھی نقل کرتے رہے ہیں۔ فاضل مقالہ نگار کا شجرہ اس سے پہلے ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔

حضرت میر سید محمد نور بخش کی والدہ ماجدہ کو تذکرہ نگار سیدہ (طباطبائی) لکھتے رہے[۵۲] مگر زیرِ نظر مقالے میں اسے امیر تیمور لنگ کی بہن قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں، نیز اس بیان کی تائید میں کہ شاہ ہمدان کے آبا و اجداد موجودہ پاکستانی کرمان سے نقل مکانی کر کے ہمدان جا بسے تھے، اگر اس کے ضروری مآخذ ذکر کر دیے جاتے، تو ان امور سے دلچسپی رکھنے والے حضرات مزید استفادہ کر سکتے۔ اس ضمن میں ہمیں تو صرف اسی قدر معلوم ہے کہ شاہ ہمدان کے آباد اجداد اور ان کے اعزہ (سادات حسنی اور حسینی) سلاجقہ کے دور میں بڑے مقتدر رہے۔ ہمدان اور سمنان وغیرہ کے سارے امرا ان کے مریدوں میں سے تھے اور محمد بن علی راوندی[۵۳] نے متعدد افراد کے نام اور لقب بیان کیے ہیں "تاریخ اولجایتو" (مخطوطہ) میں بھی حسنی اور حسینی اکابر و اعیان کا ذکر ملتا ہے ——— اور سادات کا یہ اقتدار امیر تیمور کے زمانے تک کم و بیش باقی رہا ہے۔

شیخ سید علاء الدولہ سمنانی رح

شیخ علاء الدولہ بیابانکی سمنانی (م ۲۲ رجب ۷۳۶ھ)، میر سید ہمدان کے رشتے کے ماموں اور مربی تھے۔ یہ سمنان کے امیر تھے مگر بعد میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مخلوق خداوندی کی اصلاح احوال میں لگ گئے۔ خلاصۃ المناقب اور مستورات نیز دوسرے مآخذ میں انھیں شاہ ہمدان کا ماموں لکھا گیا ہے۔ راقم الحروف نے اس مسئلے میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ تھے تو یہ "ترک" مگر ان کے دادا نے چونکہ ایک سیدزادی سے شادی کی تھی، اس لیے یہ بھی "نوسادات" میں شامل سمجھے جاتے تھے۔ یہ تفصیل مشہور ماہر انساب سید جمال الدین احمد عنبہ حسنی (م ۸۲۸ھ) کی تالیف

"الفصول الغرزیہ فی اصول البحریہ" میں موجود ہے۔ علاء الدولہ یا علاء الدین کے دادا نے سید قاسم کی صاحبزادی "سیدہ زہرہ" سے شادی کی تھی۔ سید قاسم کا شجرہ یوں ذکر ہوا ہے: سید قاسم بن جمال الدین محمد بن حسن بن ابی زید بن علی بن ابی زید بن علی بن ابی زید بن علی کبا کی بن عبداللہ بن علی بن ابراہیم بن اسماعیل المنقدی بن جعفر بن عبداللہ بن حسین الاصغر بن علی زین العابدین بن حسین الشہید بن علی اسداللہ"۔ غرض شیخ علاء الدولہ میر سید علی ہمدانی کے ماموں اور مربی تھے۔ شاہ ہمدان کی والدہ فاطمہ اور علاء الدولہ کی آبائی نسبت ملتی تھی ـــــ مگر اس کی واضح کیفیت ابھی مل نہیں سکی۔ شیخ ابوالبرکات تقی الدین اخی علی دوستی سمنانی (م ۷۳۲ھ) اور شیخ شرف الدین محمود مزدقانی رازی (م ۷۶۶ھ) دونوں شیخ علاء الدین سمنانی کے مرید اور میر سید علی ہمدانی کے پیر تھے، مگر خود شیخ علاء الدولہ نے شاہ ہمدان کو کوئی خرقۂ طریقت نہیں عطا کیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے:

میر سید علی ہمدانی ابھی کوئی بارہ برس کے تھے کہ قرآن مجید حفظ کرانے اور متداول علوم و فنون سکھانے کے بعد شیخ علاء الدولہ نے انھیں شیخ اخی دوستی کی خدمت میں بھیج دیا۔ شاہ ہمدان نے کچھ دن بعد شیخ اخی کو اپنا یہ خواب سنایا: "میں نے خواب میں رسول پاکؐ کو ایک بلند و بالا مکان کی چھت پر رونق افروز دیکھا۔ بڑی کوشش کی کہ میں بھی اوپر چڑھ جاؤں اور سرور کائنات کے جمال کا نظارہ نزدیک سے کر سکوں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ بتائیے کہ اس سلسلہ میں کیا کیا جائے؟" شیخ اخی کو اس بچے کی سریع السلوکی پر استعجاب ہوا اور بولے: "بلندیوں پر لے جانے کا کام شیخ شرف الدین محمود مزدقانی کا ہے۔ آیئے ان کے ہاں چلیں"۔ اس طرح شیخ علاء الدولہ سمنانی کی اجازت سے، شیخ اخی میر سید علی کو شیخ مزدقانی کی خدمت میں لے گئے۔

سید علی ہمدانی زیادہ وقت مزدقانؒ میں گزارتے مگر شیخ محمود سے اجازت لے کر سمنان جاتے اور وہاں شیخ اخی نیز شیخ علاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ۷۳۲ھ میں جب شیخ اخی کا انتقال ہوا تو سید علی سمنان ہی میں تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد شیخ مزدقانی نے انھیں سفر کا حکم دیا۔ اور یہ سفر ۷۵۳ھ تک (تقریباً ۲۱ سال) جاری رہا۔ اسی دوران آپ نے چودہ سو اولیاء اللہ سے ملاقات کی اور بیشترؒ سے طریقت یا تبرک یا فتوت کے خرقے بھی حاصل کیے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ

سید علی ہمدانی کے مشائخ میں علاء الدولہ کا نام کیوں مذکور نہیں ملتا۔ (اصلی شاہ ہمدان سفر میں ہی تھے کہ علاء الدولہ کا وصال ہوگیا تھا)۔ علاء الدولہ میر سید علی ہمدانی کے مربی تھے مگر عرف عام میں ان کے براہِ راست مرشد نہ تھے۔

مشائخ کے بارے میں بعض تصریحات

شیخ علی لالا یعنی شیخ رضی الدین علی لالا غزنوی (م ۶۴۲ھ) بے شک کبریہ سلسلے کے بانی شیخ نجم الدین کبریٰ (م ۶۱۸ھ) کے مرید تھے۔ علاء الدولہ سمنانی کی نسبت کو یوں بیان کیا جائے گا: شیخ علاء الدولہ سمنانی یوصل بشیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنی کسرقی (م ۶۹۵ھ) یوصل بشیخ جمال الدین احمد جرجانی (م ۶۶۹ھ) یوصل بشیخ رضی الدین علی لالا غزنوی الاصفہانی۔ شیخ علی لالا کا مزار اصفہان میں ہے اور اس مقام کو "گنبد لالا" کہتے ہیں۔

خدا کرے یہ مزید توضیحات مقالے میں ذکر کردہ الجھنوں کا حل ثابت ہوں مگر تحقیقی کاموں میں الجھنوں کی موجودگی ہی میں لطف رہتا ہے۔

حواشی:

۱؎ المعارف دسمبر ۱۹۶۹ء ص ۳-۱۴۔ دوسرے مضمون کے لیے ملاحظہ ہو: ماہ نو مارچ ۱۹۷۰ء۔

۲؎ پروفیسر ڈاکٹر ناصرالدین شاہ حسینی صاحب (تہران یونیورسٹی) نے "فرقہ نوربخشیہ" اور میر سید محمد نوربخش کے بارے میں مفصل تحقیقات کی ہیں جو چھپنے والی ہیں۔

۳؎ راحة الصدور وآیة السرور بہ تصحیح پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم۔ چاپ ثانی تہران ۱۳۳۳ش۔

۴؎ مؤلفہ ابوالقاسم عبداللہ کاشانی مخطوطہ نمبر ۲۱۴۲ تا ۴۳۲ کتب خانہ مرکزی، تہران یونیورسٹی۔

۵؎ ملاحظہ ہو: شرح احوال و آثار و اذکار شیخ علاء الدولہ سمنانی مؤلفہ سید مظفر صدر سمنانی، تہران ۱۳۴۳ش۔

۶؎ تہران ۱۳۴۶ش ص ۲۰۱۔ ان کی ایک دوسری کتاب عمدة الطالب ہے۔

۷؎ سلطنت و حکومت ترک کرنے کے بعد، لوگ انھیں علاء الدین کہتے تھے۔

۵۸ مستفاد از خلاصۃ المناقب۔

۵۹ قدیم رے اور موجودہ ساوہ کے درمیان ایک قصبہ تھا۔

۶۰ یہ متبرک نام یوں ہیں:

شیخ محمد بن محمد اذکانی اسفرائنی، اخی محمد حافظ، اخی محسن ترک، اخی حسین، شیخ محمد اسفرائنی، شیخ جبریل کردی، شیخ خالد سربستانی، شیخ ابوبکر طوسی، شیخ نظام الدین یحییٰ غوری خراسانی، شیخ شرف الدین درگزینی، شیخ اثیر الدین ورکانی، شیخ نجم الدین ہمدانی، شیخ محی الدین لتکانی، شیخ محمد مرشدی، شیخ عبداللہ مصری، شیخ علی مصری، شیخ برہان الدین ساغرجی، شیخ مراد اکبر بدوری، شیخ عمر برکانی، شیخ عبداللہ سمعانی، شیخ ابوبکر ابو حربہ، شیخ بہاء الدین قملندی، شیخ عز الدین ختلانی، شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری، شیخ رضی الدین آوجی (یہی شاہ ہمدان کے پیر ہیں نہ کہ شیخ رضی الدین علی لالا)، شیخ عبدالرحمٰن مجذوب طوسی، شیخ محمد بن محمود مجذوب طوسی، شیخ حسن بن مسلم، شیخ زین العابدین محمد مغربی، شیخ عوض علاف، شیخ ابو القاسم ختطوی، اور شیخ ابوسعید (یا سعید) حبشی رحمۃ اللہ علیہم۔ ان بزرگوں کے حالات کتب صوفیہ میں موجود ہیں مگر روضات الجنات وجنات الجنان (ج ۱) مؤلفہ حافظ کربلائی (م ۹۹۷ھ) مطبوعہ تہران ۱۹۶۴ء میں بیشتر حضرات کا ذکر موجود ہے۔

مجمع البحرین

(یعنی شیعہ وسنی کی متفق علیہ روایات)

مؤلفہ: محمد جعفر شاہ پھلواروی ——— تعارف وتبصرہ: علامہ جعفر حسین قبلہ

"مجمع البحرین" وحدت امت کی طرف ایک اہم قدم ہے اور اہل اسلام کی ہزار سالہ تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی پیش کش ہے۔ اس میں اسلام کی ان تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے جن پر سنی اور شیعہ (اثنا عشری) دونوں متفق ہیں۔ قیمت: چھ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور